TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222658
UNIVERSAL LIBRARY

بیمن خالق دو جہانگیر فرمائی گل و ریحاں

کلام [illegible] گل حدیقہ عثمانی و محبوب [illegible]

محشی گلزار کلم تکملہ [illegible] ماہ لقا بائی [illegible]

ریاست آصفیہ

گلزار ماہ لقا

۱۳۲۴ھ

باہتمام و تصحیح مولوی غلام صمدانی خان صاحب گوہر وکیل [illegible] سرکار عالی [illegible]

[illegible] مہتمم نظام المطابع [illegible] آباد دکن

در مطبع نامی نظام المطابع واقع [illegible] طبع گردید

(جملہ حقوق [illegible] محفوظ ہیں)

۱۰۲۱۶
۸۹۱۵۴۳۱۲
CHECKED 1956

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہاں طاقت ہے راہ حمد مین جو ہو زبان گویا
کہ یہان عجز و خاموشی ہین ہی یکجہان گویا

نہ ہو نعت محمد مین کسی سے محفل آرائی
بچار کھہ ہرزہ گوئی سے زبانکو شمع سان گویا

ثنا کی راہ مین ہرگز نہ پہونچے پائے مقصد کو
چلے اِس دشت مین سو اگر پیر و جوان گویا

رسائی کب ہے اندیشہ کو یہان جز نارسائی کے
زبانکو بند رکھہ اشک بھر ہو وے روان گویا

بجز حق کے کوئی کب واصف وصف ائمہ ہو
رہا چند افلک پر بھی یہی نکتہ نہان گویا

دل ہے دیوانہ ازل سے زلف کی زنجیر کا
کب بندھا چھوٹنے ہی شانہ ایک مو تقدیر کا

ہاتھہ مین کب آتی ہے افسون سے یہ اقلیم دل
جز تواضع کے نہ دیکھا چٹکلا تسخیر کا

یک نگہہ مین صید عالم کو کیا ابرو کمان
مرغ دل کو بھی میرے مطلب ہے اب نخچیر کا

شعبدہ بازی سے اپنے در گذر اے مست ناز
وصل کے وعدہ مین حیلہ خوش نہین تدبیر کا

نازِ چندا کو نہ ہو کیوں نوجوانی پر فلک
جسکو ہر دم ہے بھروسا مرتضیٰ سے پیر کا

تڑپے ہے دل پیام سے اس بیقرار کا — تسکین جان ہے وقت ہو جب دم دو چار کا
دل سے کیا ہوں وعدہ کہ اک روز پینگے مل — سرمست ہو کے قصد کروں لالہ زار کا
یک عمر ماہرو سے رہے بس ہم نشین ہوں — قابو پڑا کبھو نہیں بوس و کنار کا
ہرچند راہِ عشق میں دل پائمال ہے — روزِ جزا میں رتبہ ہے اس انکسار کا

چندا کو بخش یا علی اپنے جناب سے
رتبہ جو دو جہان میں ہو اقتدار کا

میں پوچھا دل سے اپنے اب بہلا تو یار ہے کسکا — کہا اس دور میں کہہ رونق بازار ہے کسکا
نظر آتا نہیں وہ بت نہ کچھ الفت ہی ٹوٹی ہے — چھپا شکے میں عشق کے رشتہ زنار ہے کسکا
نگہ پھیرا آشنا سے چشم کے اور انتظاری میں — برنگ بلبل اب محو گل گلزار ہے کسکا
مجھے پہلے ہی راغب کر کے پھر آخر دے چلا ٹالا — اگر انکار ہے تیرا تو پھر اقرار ہے کسکا

نہیں جز مدح مولا کے سنا کوئی سخن لب سے
دل چندا الٰہی مخزن اسرار ہے کسکا

آنے کا منتظر ترے بیداری رہا — کھٹکا ہر ایک پل کا گران بار ہی رہا
ساغر مجھے کبھی نہ دیا تو نے ایکبار — ہمراہ نت رقیب کے سرشار ہی رہا
رشتہ وہ ہے عشق کا اے صاحب کنشت — جبتک کہ زندگی ہے وہ زنار ہی رہا
وعدہ خلافیوں پہ تمہارے تو اے صنم — جسوقت دیکھا مہ کو تو ناچار ہی رہا

ثابت قدم ہے جو کوئی چندا کے عشق میں
صف میں وہ عشق بازوں کے سالار ہی رہا

ہم سے کرے ہے یاریاں اپنی چاہ کا — حاضر ہیں ہم بھی گر ہو ارادہ نباہ کا

ابرو کمان کو کھینچ کے کی اس طرف نظر
تب سے پڑا ہے کھٹکے مین ناوک نگاہ کا

شب کو فغان تھی میری ترے در پہ اے صنم
تو بھی تو گوش زد نہ ہوا نالہ آہ کا

اے یار بے خبر تجھے اب تک خبر نہین
کبکا گذار ہوگیا کوچے مین ماہ کا

چندا کے دیکھنے کی جو خواہش کرے کوئی
رکھتا ہو وصف اپنے مین وہ عز و جاہ کا

عالم ترے نگہ سے ہے سرشار دیکھنا
میری طرف بھی ٹک تو بھلا یار دیکھنا

نادان سے ایک عمر رہا مجھکو ربط عشق
دانا سے اب پڑا ہے سروکار دیکھنا

گردش سے تیری چشم کے مدت سے ہون خراب
تسخیر کرے ہے مجھے یہ اقرار دیکھنا

ناصح عبث کرے ہے منع مجھکو عشق سے
آجائے وہ نظر تو پھر انکار دیکھنا

چندا کو تم سے چشم یہ ہے یا علیؑ کہ ہو
خاک نجف کو سرمہ ابصار دیکھنا

اٹھا جو حلقہ کش ابرو کمان دلگیر ہو گویا
کھٹکتا دل مین وہ میٹھا نگہ کا تیر ہو گویا

ہوا ہون اسطرح زندان غم مین گھل کے کاہیدہ
ترے مجنون پہ خندان حلقۂ زنجیر ہو گویا

کیا یہ وضع اوس نقاش قدرت نے عجب کیا ہے
جو میرے غنچہ لب سے صورت تصویر ہو گویا

نگہ کی تیغ کو کھینچ کر وہ گھات پر آوے
زبان شکر سے اوسدم دل نخچیر ہو گویا

مجھے پاس ادب جان تک ہے مولا کے مناقب مین
زبان خامہ بے چندا کے تحریر ہو گویا

اوٹھانا جور بیجا وصل جو ایسا ہی مقدر تھا
مجھے تنہا ہی رہنا آپکے ملنے سے بہتر تھا

فقط سلک گہر دندان نہین تھے آبداری مین
لب خوش رنگ بھی ہر ایک گویا لعل احمر تھا

نہ سمجھا تھا محبت کی لڑی توڑے گا آخر تو
اوایل کان الفت مین سخن تیرا تو گوہر تھا

گدا کے حال پر تو نے نظر گاہے نہ کی ظالم
کیا یہ فرض ہمنے سر ترے شاہی کا افسر تھا

شناسائی ہوئی ذات الٰہی سے تو کیا باعث
تجھے چندا شہنشاہ نجف کا عشق رہبر تھا

رہے نوروز عشرت آفریں جوش بہار افزا — گل افشاں ہی کرم تیرا چمن میں دہر کے ہر جا
نہ پوچھو کوئی عیش و خرمی کو عہد میں اوسکی — کہ جسکے فیض سے گھر گھر ہے دور ساغر صہبا
ارسطو جاہ وہ فرخ نژاد اہل عالم سے — کہ جسکے فضل و بخشش کا جہاں میں ہے علم برپا
دعا ہے یہ موالی کی تصدق سے امیں کے — رکھے سایہ میں اپنے لطف کے تجھکو علی مولا

باب ب

نہیں کچھ زیب دے منصب بھی عدالت اس میں
عیاں چندا یہ جو کچھ ہے نوازش یہ کرم فرما

نہ گل سے ہی غرض تیرے نہ ہی گلزار سے مطلب — رہا ہے چشم نظر شبنم میں اپنے یار سے مطلب
یہ دل دام نگہ میں ترک کے بس جا ہی اٹکا ہے — بر آوے کس طرح اللہ اب خونخوار سے مطلب
بجز حق کے نہیں ہے غیر سے ہرگز توقع کچھ — مگر دنیا کے لوگوں میں مجھے ہے یار سے مطلب
نہ سمجھا ہمکو تو نے یار ایسی جان فشانی پر — بھلا پاوینگے اے نادان کسی ہشیار سے مطلب

نہ چندا کو طمع جنت کی نے خوف جہنم ہے
رکھے ہے دو جہاں میں حیدر کرار سے مطلب

ہو سکے ہے کب تری چہرہ کے ہمسر آفتاب — گو رکھے ہے نور کی خلعت کو در بر آفتاب
آ کر سے ہے در پہ تیرے جبہہ سائی ہر سحر — اسلئے چشم خلائق کو ہے منظر آفتاب
جب کرے چہرہ کو اپنے وہ پری نقش و نگار — ہر سحر لا دے یہاں آئینہ در بر آفتاب
حسن کے شعلہ سے تیرے جبکہ ٹپکے ہے عرق — شرم سے بس ابر کے دامن میں ہے تر آفتاب

ڈر نہ ذرہ بھر بھی چندا ظلمت امکاں سے۔
ہے ترا حامی علی دو جگ کا مظہر آفتاب۔

ساقی ہے گرچہ بیشمار شراب — نہیں خوشتر سوائے یار شراب

محفل پر کیسی آج ہوتی ہے — تو سن حسن پر سوار شراب
رکھے کرم پر تیرے نظر مجرم — نوش کرتے ہین میخوار شراب
ان کو آنکھین دکھا دے ٹک ساقی — چاہتے ہین جو بار بار شراب

یا علی حشر مین دو چندا کو
آب کوثر کی خوشگوار شراب

دل ہو گیا ہی غم سے ترے داغدار خوب — پھولا ہے کیا ہی جوش سے یہ لالہ زار خوب
کب تک رہون حجاب مین محروم وصل سے — جی مین ہے کیجیے پیار سے بوس و کنار خوب
ساقی لگا کے برف مین مے کی صراحی لا — آنکھون مین چھا رہا ہے نشہ کا خمار خوب
آیا نہ ایک دن بھی تو وعدہ پہ رات کو — اچھا کیا سلوک تغافل شعار خوب

ایسی ہوا بندھی رہے چندا کی یا علیؑ
با صد بہار دیکھے جہان کی بہار خوب

شکوہ بغل مین تنگ تھا وہ پیرہن خوب — دیکھا ہون صبح آئینہ مین آپ تا خوب
شمشاد و سرو غنچہ کیا دیکھے رنگ نے — دیکھا جو اوس کا مصرع قد انتخاب خوب
ذرہ کی کیا مجال گلے مہر کے ملے — بس ہے یہ ایک بوسہ لب بیحساب خوب
آگے تھے یک قلم نہ پہ چڑہا کے ہم سے خوش — کرنے لگے ہو اب تو سوال و جواب خوب

چندا جو دیکھے یا علیؑ کعبہ سے تا نجف
راہ خدا مین اوس سے ۂین کچھ صواب خوب

سوتا ہے ساتھ اپنے وہ گلعذار ہر شب — صد شکر دیکھتے ہین کیا کیا بہار ہر شب
شاید کہ میرے گھر مین وہ رشک ماہ آوے — رہتا ہون اسلئے مین امیدوار ہر شب
پھر لو لگی ہے مجھکو کس شعر کی ہے ہے — دل اندنون رہے ہے کچھ بیقرار ہر شب
خود صید ہو گئے ہین اب دام مین کسی کے — کرتے تھے آپ باہم تازہ شکار ہر شب

میدان حشر مین تم حیندا کے کام آنا
بس التجا ہے اپنی دلدل سوار ہر شب

باب پ

ہمارے زلفون کے جیسے ہین پیچ وتاب مین سانپ
کسی نے دیکھے نہین ایسے کالے خواب مین سانپ

جھلک جو زلف معنبر کی خواب مین دیکھی
بھرے ہین رات سے اس دیدۂ پرآب مین سانپ

نہین ہے زلف کی لٹ اوس رخ معرق پر
یہ اوس چاٹنے نکلا ہے ماہتاب مین سانپ

اگر ہو چین بجبین جام دے وہ بادہ گسار
ہزارون آوین نظر ساغر شراب مین سانپ

جناب شاہ نجف کا جو مارے دم حیندا
ٹپک ٹپک کے رہے ہین کو اضطراب مین سانپ

باب ت

آپ گردن تو ہلا دیتے ہین ہر بات کیوقت
یہ غضب ہے کہ مچل جاتے ہو پھر گھات کیوقت

آنکھہ بھی پھڑکے ہے اور بھون بھی ہل جاتی ہے
اونکی چتون کو ذرا دیکھو اشارات کے وقت

چشم بد دور بہم ہوتے ہین کیا کیا چہلین
بلکہ الفت کی ترقی ہے ملاقات کے وقت

جابجا ہوتے ہین اس بات کے دن کو چرچے
تم جو چھپ چھپ کے کہین جاتے ہو رات کے وقت

کرے حیندا تو جبین سائی شہ مردان سے
مانگ لے دولت کونین عنایات کے وقت

سبب ہے عقدہ کشائی کی کیون ہر کار مین صورت
ملے ہے اسم اعظم کی جو میرے یار مین صورت

سوا زیبا بدن گلرو تمہارا اخلق حبدن سے
نہ دیکھا وہ زمانے مین کسی گلزار مین صورت

تصدق اسلئے ہون مین جواہر پوش کے پیکر
نظر آجائے اوسکے دل کے نو سر ہار مین صورت

مین دیکھا تھا کئی بار مین اس نادانکو جگر سے
کبھی آتی ہے وہ بھی ہر نگہ کی تار مین صورت

رہے حیندا نہ کیون کر مرتضی کے یاد مین ہر دم
اگر کچھہ مخلصی کی ہے تو اس کردار مین صورت

بس ہجوم گل سے اپنی کیا خوش آئی ہے بسنت
باغ مین گلرو کے آگے رنگ لائی ہے بسنت

جوشش گل رد سے مجکو کب خوشی آئی ہے بہار — گرچہ رعنائی کا اپنے ساز لائی ہے بسنت
میکش و زر پوش ہو جب تو کیا نازک خرام — پہو سے تیرے لئے منڈ دیکو چہائی ہے بسنت
جلوہ گر ہو یار جب بر مین کیا رنگین قبا — جس طرف کیجے نظر دہو مین چہائی ہے بسنت

سر کو اپنے کر تصدق آ سکے ہے مثل گدا
تیرے در پر یا علی چندا نے گائی ہے بسنت

تو نے لی شرط وفا مجہہ سے ادا صد رحمت — دل مرا لے ہی لیا پہر بہہ یا صد رحمت
گر تجہے عار ہے ملنے سے مرے اے ظالم — کیون کیا عقل کو تو مجہہ سے جدا صد رحمت
سود و نقصان کی نہین مجکو غرض دنیا سے — مین رکہون تیری خوشی تو ہو خفا صد رحمت
عشوہ و ناز و ادا کر کے مرے دل کو لیا — اسلئے کرتا ہے بیدل یہ جفا صد رحمت

چندا جو کوئی ہے خدام جناب مولا
اوسپہ ہے صبح و مسا نام خدا صد رحمت

رو برو لب ہو لعل کے تاب یاقوت — نام سن جسکا اوتر جائے آب یاقوت
رخصت بوسہ دیا پان چبا کر ظالم — اپنی قسمت مین مگر تہا یہ حجاب یاقوت
کر کے عاشق کے طرف چین جبین دی گالی — مثل نیلم کے ہوا رنگ خراب یاقوت
پہونچی کی جب ترے آجائے جھلک پہونچی پر — تندق دست سے ملتا ہے جواب یاقوت

یا علی دیجئے فردوس مین چندا کو عطا
لعل کا قصر کہ ہووے جسے باب یاقوت

کرے یک سو کے دانے کے نئی جو ابتدا غفلت — نہ پوچھو ہوش کی اوسکے ہو جسکی انتہا غفلت
رکہے ہے ہر پری پرواز مین سیر دو عالم کو — کبھی تک صید دل ہو دام سے تیرے رہا غفلت
پری رو نشہ بخشے ہے نگاہ مست سے اپنے — پریشان دل تہا اپنا او سیہ زلفوں کی جدا غفلت
بڑی ہی بادہ سے اونکی جو ہین تیرے ہم نشینی مین — یہ تیری یک نگہ نے دلپہ میری کی ہے کیا غفلت

کرو اب فضل سے چندا کو اپنی یا علی بخشش
رہے تا دور اوسکے دیدۂ دل سے جدا غفلت

شیشۂ دل کو دیا ہون تیرے ہات
چوریا ثابت ہو رکھہ تو اپنے سات

کعبۂ دل ہی سمجھہ کر اپنا گھر
اے بت نامہربان رہ ایک رات

انتظار آخر ہوا اے گلعذار
غنچۂ لب سے نہ کی پر تو نے بات

دو ہی دن ملنے مین تم گھبرا گئے
پھر چندا ہی جائے کب ہو ایسی گھات

رو برو چندا کے ہووے کیا عجب
مشتری و زہرہ و پروین کو مات

اے حضرت دل کیجے نہ آہنگ خرابات
کچہ اندنون بگڑا ہے بہت رنگ خرابات

یون اوسکے مرے نشہ مین ہی صلح کا عالم
جسطرح کہ مستون مین رہے جنگ خرابات

انگور کا دانہ ہے ہر اک آبلۂ پا
طے ہوتے ہین کس لطف سے فرسنگ خرابات

غش کھائے ہے جی سنتے ہی لہرائے ہے دل بھی
بجتی ہے عجب لے سے نے و چنگ خرابات

یا ساقی کوثر یہی چندا کی دعا ہے
یہ دور رہے اون سے جو ہے ننگ خرابات

صرف ہو گر عیش مین میری جوانی ہی عبث
گر نہووے تو بغل مین زندگانی ہی عبث

جان فشانی پر مری گو رحم آیا بعد عمر
گر نہو دل سے بظاہر مہربانی ہی عبث

آہ و نالہ پر مرے کیا داد دی ہے مہربان
وائے قسمت سنکے بولے قصہ خوانی ہی عبث

غیر سی ہوتا ہے کیون تو مختلط ہر بزم مین
گر یہی صورت ہے میری جانفشانی ہی عبث

بخشتا ہے ہر گدا کو تو دو عالم یا علی
در پہ کب چندا کو تیرے پاسبانی ہی عبث

یکایک ہم سے تو بیدل ہوا ہی اسکا کیا باعث
مگر دل اپنا دے غیرون کو ہمپر ہو جفا باعث

نہ تھا گر وے یا غنچہ دہن سے کام گلشن مین
خرابہ جان و دل کا کسلئے پھان گئی صبا باعث

جفا کرتے ہین تجھکو بےبدل گر یہ کیا حق نے
ولے ہو بلی ہے پھر کرم میری تجھکو دوا باعث

نہین ہے کچھ مرا نقصان گو غیرون سے ملنے
نہین ملتے ہو مجھ سے کیا سبب کیا دیکھ آیا باعث

یہین آل احمدؐ ہے یقین حیدر کو محشر مین
کہ ہو وین جرم بخشی کو علیؑ مرتضی باعث

دل مین میرے پھر خیال آتا ہے آج
کوئی دلبر بے مثال آتا ہے آج

کیون پڑا بیہوش اوٹھ ہاتف سے اب
ہے ندا صاحب جمال آتا ہے آج

سنگ رہ ہون ایک ٹھوکر کے لئے
تا سپہ وہ دامن سنبھال آتا ہے آج

مشتری و زہرہ با ہم سعد ہین
اسلئے ابرو ہلال آتا ہے آج

تم سوا حیدر کے دل مین یا علی
کسکی عظمت کا جلال آتا ہے آج

لطف ہے گر تو بلاوے اپنے میخانہ کے بیچ
سب ہوس پوری ہوا ہی ایک پیمانہ کے بیچ

کب شتابین اشک داغ دلکو کرو لا علاج
اب رہائی ہے دل عاشق کی گل [illegible] کے بیچ

بے تکلف ہے مرا آئینہ رو تیرے سوا
بار ہو کسکو میرے دل کے پریخانے کے بیچ

عیش مین حیلہ جو ایسے ہے نظر تالیف پہ
ہووے کب تسکین میری ایسے بہلانے کے بیچ

یا علی حیدر کو ہے یہہ مدعا اللہ سے
عیش ہووے روز و شب میرے سیہ خانے کے بیچ

آلا بالا نہ بتا ملنے مین ہر بات کے بیچ
وعدہ کا کب ہے تحمل دل بیتاب کے بیچ

کیمیا کیلئے ناحق ہے ہوس ہو خراب
جو چمک عشق مین ہے کب ہے وہ سیماب کے بیچ

عشق کی موج رکھے ہے کئی دریا بکنار
دل نادان نہ پڑھ دیکھیو گرداب کے بیچ

ماہرو بیچ کو بنا غرق جو [illegible] ہو کر
سیر دریا کا کرے ہے شب مہتاب کے بیچ

دل سے آنکھوں سے یہ حیدر بجناب مولا
سر سے پا تک ہے مقصر سبھی آداب کے بیچ

مرغ دل پھنس گیا ہے زلف سیہ فام کے بیچ
کوئی صورت ہے رہائی کی نہ اس دام کے بیچ

بزم مے میں تو کبھی ساغر میں ساقی دے مجھے
تیرے پینے سے جو باقی ہو اس جام کے بیچ

کس لیے تجھ سے کیا وصل کا وعدہ ظالم
تجھکو میں صبح و مسا دیکھتا ہوں کام کے بیچ

یا علیؑ تم سے ہے حیدر کو یہ امید قوی
دین و دنیا میں رہے لطف سے آرام کے بیچ

ہے عاشقی میں زعم ہر اک کو وفا کے بیچ
ثابت قدم ہو کم کوئی تیرے جفا کے بیچ

پہنچائی آہ اونے مجھے زلف یار کی
یہ اندنوں غبار ہے میرے صبا کے بیچ

جور و جفا سوائے نہیں ذرہ تجھکو رحم
یہ میرا صبر دیکھ ہوں تیری رضا کے بیچ

اغیار سے ہی لطف کرے ہے تو یار پر
دیکھا نہ ایسا لطف کسی آشنا کے بیچ

یہی مراد و مقصد و مطلب ہے یا علیؑ
حیدر یہ لطف و رحم ہو ہر دو سرا کے بیچ

حق نے وہ صفحۂ امکان یہ کیا یار کی طرح
جس نے دیکھا سو بنا صورت دیوار کی طرح

رہتے ہیں درپئے ایذا وہ ہر اک وقت مرے
دل میں ساکن ہیں ہمارے وہ ستمگار کی طرح

زہد و تقوی ہوئے رخصت کہ میں بیہوش ہوا
کچھ جمی آنکھوں میں یہ طرح وہ میخوار کی طرح

کیوں طبیب اب نہیں کرتا ہے علاج دل ریش
کیا خوش آئی ہے ترے جی میں بیمار کی طرح

ہووے حیدر ابھی وہ روضہ کے تصدق یا شاہ
روز و شب شمس و قمر جسپہ ہیں زوار کی طرح

آج کرتا ہے لباس اپنا بت گلفام سرخ
ہے دوگانہ شکر کا عاشق کا ہوا انجام سرخ

ہر سحر لازم حذر ہے عشق میں اوس ترک سے
ہو مبادا خون ناحق سے نہ کوئی شام سرخ

شاخ گل میں کب ادا ہے وہ چمن کی ساقیا — خوشنما جیسا ہے تیرے ہاتھ میں یہ جام سرخ
مرغ دل اپنا بھی نازک اسقدر ہے کب چھٹنے — جب تلک ہووے رگ گلشن نہ بلبل دام سرخ

یا علی حیدر کا ہووے صفحۂ دنیا پہ نقش
جس قدر شاہوں کا قایم ہے نگین پر نام سرخ

ہمیں ملتا نہ مل پھر خدا رخ — دکھا ٹک ہو فدا جا دوا رخ
کیا جلوہ میں پنہان ایک عالم — فقط میرا نہیں یہ دل ربا رخ
نہ پوچھو انتہا کی کوئی اوسکے — خدائی کا ہوا جو ابتدا رخ
اگر گلرو ہمیں ملتا ہے کھل کر — بھلا تو مت چھپا مجھسے صبا رخ

غرض حیدر کو ہے کیا شش جہت سے
دکھا دے اب نجف کا مرتضیٰ رخ

مجھ پر نہ کیوں رہے تری ترچھی نگاہ شوخ — اور دل سے کب کیا ہے بھلا تو نباہ شوخ
کب بوالہوس کو عشق میں منزل ہو جسم کی — ہے جادۂ نگاہ سے آہو کی راہ شوخ
دونوں طرح میں یاد اوسے دلبری کے ڈھب — محبوب ہم سے ہے خواہ رہے یار خواہ شوخ
کسری سی لیکے آج تلک چشم دہر میں — دیکھا نہ تجھسا اور کوئی اہل جاہ شوخ

گردن فراز کیوں نہ ہو حیدر کی یا علی
ہے سر پہ اوسکے لطف کی تیرے کلاہ شوخ

ہوئے جناب میں اب تک نہ شیخ کے ہم گستاخ — خدا کے واسطے ہم سے ہو صنم گستاخ
چھپایا راز محبت کو دل میں پہ ہیہات — کرے ہے نام ہمارا یہ چشم نم گستاخ
جو آوے جبین سو کھلے میں ہوں ان وہ پیارے — رہوں ہزار حضوری میں پر رہوں کم گستاخ
کھا گلے سے لگا لے تو التفات نہیں — کہے ہے تنیہ مجھے کیوں تو دمبدم گستاخ

یہی امید ہے حیدر کو خوبرو یوں میں

رکھے ہمیشہ ترا یا علی کرم گستاخ

تیرے کوچہ سے جب آتی ہوئی دیکھا صبا بیخود
گرا جا کر وہیں قدموں پہ اوسکے سر جھکا بیخود

مجھے محروم رکھیو ہرگز نہ اپنے لطف سے پیارے
ازل سے ہوں زبان و دل سے تیرا مبتلا بیخود

تصدق نام پر تیرے کہو دم ہیں سبھی لیکن
کسی نے عشق میں تیرے نہیں مجھا سا بیخود

کیا تھا وہ قدم رنجہ کسی دن باغ میں اک شب
ہوئے گل سرنگوں ہیں سرو بھی ہیچ کر رہا بیخود

مجھے دو خسروی دو جہاں ہیں اپنی بخشش سے
سدا مولا سے چندا مانگتی ہے یہ دعا بیخود

کچھ دن کرے صیاد کو اللہ جو میرا صید
گردوں ہیں سبھی دام سے یکدم میں رہا صید

اب مژدہ بہار آنے کا سنتے ہی قفس میں
تڑپا یہ کہ کچھ بال و پر اپنے نہ رکھا صید

کیا دام ہیں گیسو کے پھنسا ہے دل دانا
یوں مفت گرفتار اجل آ کے ہوا صید

دیکھے ہے سوا تیرے نہ پھر آنکھ کسی کو
اس آہوئے دل کو ترے تو نے کیا صید

تم سے یہ توقع ہے مرے مولا ہے جہاں ہیں
چندا کرے اعدا کے تئیں اپنے سدا صید

اگر ہو کچھ بھی میری آہ کارگر صیاد
رہے نہ دل میں ترے ظلم کا اثر صیاد

میں اپنے آپ ہی سے دام میں پھنسا لیکن
تری کہاں تھی مرے صید پر نظر صیاد

ازل سے مرغ دل اپنا ہوا ہے صید ترا
کبھی تو بھولے سے کر اس طرف گذر صیاد

تڑپ کے جان تو یوں دے رہا ہے ترا صید
جئے گا اور کوئی دم جو لے خبر صیاد

یہ مدعا ہے مرا تم سے یا علی ہو قبول
عدو کی شام یہ چندا کی ہو سحر صیاد

کریگا جو گلی میں اوسکے تو اپنا گذر قاصد
سوائے آہ کے کہیو نہ میرا حال سر قاصد

لکھا اوسکے لئے خون جگر سے نامہ رنگین
گیا دل پھر کہیں پر جسم کے ٹکڑے اثر قاصد

کہاں پاوین خبر دل کی کراماً کاتبین حق ہے
جو پوچھے ہجر کی حالت مری وہ بیوفا ہنسکر

رسائی غیر کی کب ہو پہونچہ تک نظر قاصد
تصدق ہو کے کہہ با آہ سرد و چشم تر قاصد

برائے مدعا چندا کا یا شاہ نجف جلدی
سمجھ کر نا عرض حشمت استان پر سر کو دہر قاصد

تب دیگا ہمارے دل کا جو کوئی عیاں مقصد
کبھی اے غنچہ لب چشم نرگس اسطرف بھی تو
جو ہوئے روبرو اوسکے مری تصویر بھی شاید
اوٹھا پاک کوئی پیر فلک سے فائدہ انکے

کرین ہم اوس سے اسرار جنوں کا کبھی بیان مقصد
نظر کیجو کہ تا ہو وصل یار اگلستان مقصد
لب خاموش سے اپنے لب گل کہہ بیان مقصد
وہی دے داد بھی الفت کی جو ہو دو جوان مقصد

ازل سے یا علی در سے تقدیر پڑا ہون مین
ہر اک سجدہ سے چندا کو ہے تیرا آستان مقصد

گرچہ گل کی سیج ہو بستر بھی اوڑ جاتی ہے نیند
دیکھ سکتا ہی نہین آنکھوں سے تک آنکھین ملا
جب سے یہ مژگان ہوئی در پہ ترے جاروب کش
دھیان مین گلرو کے جب آتا نہین افسانہ گر

سر رکھون قدمو پہ جب تیرے مجھے آتی ہے نیند
منتظر ہے مثل نرگس تیرے شرماتی ہے نیند
روبرو جب سے مری آنکھونکے ٹل جاتی ہے نیند
اے صبا سے گاہ ہوئے یار بھلاتی ہے نیند

اشک تو اسکے بہے چندا کہ چشم خلق سے
قرۃ العین علی کے غم مین بہ جاتی ہے نیند

گر لکھون چشم کی شوخی ہو پرافشان کاغذ
درد دل کو کبھی تحریر کرون حرف بحرف
گر تجھے میری ہے خواہش تو ملو لگا اس شرط
نامہ بر ہوئے تری راہ مین ملقب بہ چشم

وصف مین رخ کے ترے ہووے گلستان کاغذ
سیل مین اشک کے ہے کشتی طوفان کاغذ
تو لکھے راست کہ دیتا ہون مین پیمان کاغذ
دلو ہے جس طرح سے ہدہد کو سلیمان کاغذ

یا علی خط کنیزی ہے جو چندا نے لکھا

ہووے زوار نجف سے یہہ نمایان کاغذ

روکنے کو یہہ نگہ بد کے ہے قاتل تعویذ
نسخۂ یار کا نامہ ہے برابر دل کے
تیرے تعویذ مین اب خون جگر سے کر نقش
جیسے الماس جگر خار یہہ لگن مین سجا

اپنے بازو مین تو رکھ کر کے مراد دل تعویذ
کام آتا ہے یہ کسیدن دم مشکل تعویذ
بخشے گر دیتا ہون جو لیجاتا ہے حاصل تعویذ
دیکھئے ہے یار کے سر پر سبھی محفل تعویذ

مجھکو خواہش نہین چیندا جفر جامع سے
دل پہ ہے حب علیؑ کا مرے کامل تعویذ

آئینۂ سکندر کا نہین دل کے برابر
سو بار سنا جشن بھی جمشید کا ہم نے
پرویز کو نسبت نہین فرہاد سے شیرین
کب طوطی تصویر ہوا طوطی گویا

ظالم نہ سمجھنا کہ ہے یہ سل کے برابر
لیکن نہین دیکھا تری محفل کے برابر
ناقص نہین ہوتا کبھی کامل کے برابر
جاہل کو نہ اعزاز ہو کامل کے برابر

ہان بندگی شاہ نجف خوب ہے چیندا
ہے شاہ کوئی اوس شہ عادل کے برابر

ہی خبر باغبان گلشن مین آتی ہے بہار
یہ کہان طاقت ترے رخ کے برابر ہو سکے
کون ہے گم گشتہ اب دیوانہ عجب فصل مین
منتظر ہے چشم عالم مثل نرگس ہر طرف

دیکھئے کس پر لگا تازہ لاتی ہے بہار
گرچہ کہنے کو صدا جوبن دکھاتی ہے بہار
کھوج کو جسکے چراغ گل لے آتی ہے بہار
دیکھین کسکا اب چمن مین دل جلاتی ہے بہار

مثل بلبل جو اوسے دیکھے غزلخوان کیون نہ ہو
یا علیؑ چیندا ترے گلشن سے پائی ہے بہار

گرچہ قدمون سے ترے ظاہر مین ہون ہر چند دور
رنگ و بو پرواز مین کیون ہے گلون سے عندلیب

جان و دل سے ہون تصور مین مگر تیرے حضور
کیا کسی خانہ برانداز چمن کا ہے ظہور

یاد مین کس پر جفا برق تجلی کے ہون ہین
حسن نے کی تحقیق ہر دم چشم دل سے یار کی

اشک سے میرے کہا ہے سخت باران کا دور
مرد حق ہین اس جہان مین ہے وہی صاحب شعور

منبر و ہرگز نہ ہو حیدر کسی سے دہر مین
یہ جناب مرتضیٰ کی ہے کنیزی کا غرور

عنبرین خط سے سر سے خورشید مت ہونا دوچار
ہے صراحی غنچہ ساغر گل ہے صحن باغ مین
گرچہ عالیقدر ہے وہ بے مثال اس دہر مین
گلبدن غنچہ دہن وہ سرو قد نیک اختر

خال ہے تیرے خجل ہے نافہ مشک تتار
یار ساقی ہو برستا ہو وے ابر نو بہار
پر خدا آغوش مین لاوے ہمارا یکبار
خوش خرام آوے ادھر کو جی کرون اپنا نثار

کیون نہ ہو تسخیر یکسر مالک سیف و قلم
ہے مدد کو دہر مین حیدر کے شاہ ذو الفقار

ساقی دے مجھکو جام مے ارغوان بھر
خالی متاع حسن سے ہون چشم منتظر
جی تو تڑپ چلا ہے یہ بیچتا ہون دوستو
شاہ و گدا تو دنگ ہوئے رقص پر ترے

ہر تن مین مردہ دل مرا تو اسمن جان بھر
او رعنت ہی مین آئنے یون دو کان بھر
ملنے کا اوسکے مژدہ ابھی دے جو کان بھر
عاشق ہے یہ جہان نئی لئے سے تان بھر

حیدر کو بھی امید ہے یا مرتضیٰ علی
صدقے مین دے حسین کے موتی سے خوان بھر

ہے کہان غیرون کو تیری دلربائی کی خبر
کعبۂ دل توڑ کر کرتے نہ ہم تجانہ اب
واہ کیا قسمت ہے میری جانفشانی پر تجھے
بال و پر ہم نے نکالے آشیان سے دام مین

جب سے سنتا ہون ہے تیری خود نمائی کی خبر
ہوتی گر ہم کو صنم کے بیوفائی کی خبر
دی رقیبو سے یہ نارسائی کی خبر
ہمصفیر دیر ہین اتک رہائی کی خبر

حضرت آدم سے حیدر حشر تک مشہور ہے

بس جناب مرتضیٰ کے رہنمائی کی خبر

جب ہوا صحن چمن مین خسرو گل کا گذار
عندلیبون نے کئے مسرت سے مجرا ایکبار
سنکے یہہ آواز خوش دل نے کہا مجھسے کہ اوٹھ
چل لبستی پوش ہو کر تو بھی اب دیکھین بہار
الغرض پہونچا ہے اوس جشن فریدون فر تلک
مسند آرا اس جگہہ دیکھا امیر نامدار
وہ نتیجہ ہے گئے وہ خسرو کا جس کے روبرو
رعب سے نام سخاوت نے لیے نہ حاتم زینہار

مدعا حیدا کا ہے یہہ اب ارسطو جاہ سے
فیل و زر بخشش تو کی جاگیر کا بھی ہو شمار

کب ہے طریق عشق مین رہبر کا غم ہنوز
ہے چشم رہنما سے مجھے نقش قدم ہنوز
انکار تجھکو قتل سے میرے ہی تھا مگر
شکر خدا حنا کا رہا خون جسم ہنوز
غیرون کو چشم رحم سے دیکھے ہے بزم مین
آہو نژاد کو ہے فقط مجھہ سے رم ہنوز
کیا کیا رکھا تھا چشم توقع نہ یار سے
ابتک ہوا نہ راست وہ ابرو کا خم ہنوز

حیدا کو حب آل عبا جوش پر ہے یون
ہو جسقدر زیادہ وہ سمجھے ہے کم ہنوز

ہین کنج قفس مین رنج کچہہ صیاد سے ہرگز
نہ بھولے اتنا وہ ظالم پر اپنی یاد سے ہرگز
کیا اوسکے لئے ہون ضبط آہ و نالہ فرقت مین
نہ وہ شکوہ کرے ظاہر مری فریاد سے ہرگز
کرین چاک قفس انسان طہو سے فصل مین گل کے
سنا ہو مت اسیرون کو خبر آزاد سے ہرگز
بنایا یار کی صورت کو وہ نقاش قدرت نے
کھچے نقشہ نہ ایسا مانی و بہزاد سے ہرگز

توقع ہے یہی حیدا کو ہر دم دین و دنیا مین
نہین ہوئیگی یا مولا تجھے امداد سے ہرگز

سج کے اس طرح سے نکلا وہ طرحدار کہ بس
جان و دل ہو ہی گیا دیکھہ گرفتار کہ بس
کوہکن پر بھی کیا جور مگر شیرین نے
تو نے اس طرح کیا ہے مجھے بیزار کہ بس

ماہ رو خواب میں بھی گر نظر آیا مجھکو — شب شماری میں رہا یوں دل بیدار کہ بس
ہیں جفاکار دل آزار ہزاروں لیکن — چشم عالم نے نہ دیکھا یہ ستمگار کہ بس

مجھے ہے چندا سنو کچھ حاضر و غایب تعریف
ہیں مددگار مرے یوں حیدر کرار کہ بس

ملایا کر تو اوسکے انکھڑیوں سے آنکھ کم نرگس — نکر یوں دیدہ و دانستہ اپنے پر ستم نرگس
مقابل اب ہوا چاہے ہے اوسکے چشم شہلا کے — نہیں رکھتی ہے آنکھوں میں مگر کچھ اپنے نم نرگس
نظارہ کو وہ گل رو سرمگیں آنکھوں سے آتا ہے — نظر آتا نہیں رستے چمن کا کچھ بھرم نرگس
ہوا ہے جب سے وہ رشک چمن ایجاد عالم میں — کیا چاک گریبان گل نے ہے تب سے قلم نرگس

یہ دو آنکھیں تو کیا ہوں چار چندا کو خواہش ہے
جناب مرتضیٰ میں ہو چلے سر تا قدم نرگس

کسی کو رتبہ جم کی کسی کو جام کی خواہش — مجھے ہے آستان بوسی سے صبح و شام کی خواہش
کیا ہے دیر بھلے ہی قدم میں کعبۂ دل کو — خدا جانے کہ کیا کرتی ہے اب اصنام کی خواہش
خراش سینہ ہو لیکن نگیں کی طرح دنیا میں — نہ روشن رو سیاہی کے سوا ہو نام کی خواہش
سوائے بندگی رب نہیں کچھ مطلب دل ہے — غرض اکرام سے مجھکو نہ ہے انعام کی خواہش

کوئی طالب کسی شے کا ہو لیکن دل کو چندا کے
جناب مرتضیٰ سے ہے سدا آرام کی خواہش

بلبل کو ہو بہار میں گلزار کی تلاش — لیکن مجھے سدا ہے مرے یار کی تلاش
ٹکڑے دل و جگر کو کیا جس نے بارہا — ہے مجھکو اب تلک اوسی خونخوار کی تلاش
کب نام گل ہے وادی الفت میں اسلئے — ہے پائے رہروان کو سر خار کی تلاش
دیتا ہے پیچ و تاب یہ دل رشتہ نہیں — کس مو کمر کے زلف کی ہے تار کی تلاش

گنج کرم سے بخشئے مولا کچھ اس قدر

چندا کو ہونہ پھر کسی زردار کی تلاش

دور شراب سرخ ہے یہان صبح و شام رقص
دیکھیے کبھی تو یار یہ مجلس تمام رقص

حق نے کیا ہے یار کو بس میرے بیںظیر
جس جائے دیکھتا ہون نظر مین ہے عام رقص

تسخیر وحش و طیر تو کیا خاص و عام تک
رکھتا ہے سبکے حق مین ترا حکم دام رقص

گر چھوڑ بزم غیر کو آجائے یہان ملک
دکھلاؤن تجھکو ایسا ہی جسکا ہے نام رقص

دونون جہان مین کیون نکرے فخر یا علیؑ
چندا کو تیرے در کا ملے ہے مدام رقص

سوا تیرے نہین رکہتا کسی سے مدعا مخلص
جو تو سمجھے نہ سمجھے ہی یہ تیرا جان فدا مخلص

غرور اب جانفشانی کا ہے مجھکو غیر کی لیکن
نہ دیکھے گا جہان مین ہم سا کوئی باوفا مخلص

تجھے منظور ہے ہر آن مین خاطر رقیبون کی
بلا کو ہے غرض تیری رہے خوش یا خفا مخلص

ہون ایسے والہ و شیدا ادا و ناز کا کشتہ
جلاؤ یا کہ مارو ہون قدیمی آپ کا مخلص

جناب پاک سے تیرے ہی چندا کو مطلب ہے
سمجھا اپنے موالی کا مجھے مشکل کشا مخلص

مشک سے مطلب نہین اوسکو نہ عنبر سے غرض
ہے جسے صبح و مسا گیسوئے دلبر سے غرض

بزم مین بستر مہیا چاہیے جو عیش سے
برہمن یان بس ہے اپنے دیدۂ تر سے غرض

ہے عجب اس بزم مین وہ ہووے گرم گفتگو
شمع کے مانند جسکو تاج ہے سر سے غرض

دولت و دنیا ملے لیکن پری رخسار کے
ہے تصور مین عقیق کے گنج گوہر سے غرض

جسکو تو چاہے اوسے سب چاہین چندا کو سدا
ظاہر و باطن مین ہے مولا ترے مظہر سے غرض

رکھتے مین ہے اشک سے یہ دیدۂ تر فیض
دامن مین لیا اپنے ہے دریا نے گہر فیض

پھر یہ عجب کیا ہے کرے مجھکو کرم سے
رکھتی ہے دو عالم پہ تری ایک نظر فیض

اک جام پہ بخشے ہے جہان رتبہ جم کو
کسکی نگہ مست سے رکھتی ہے خمر فیض

محروم نہین کوئی ترے خوان کرم سے
ہے حصر خدائی کا ہی سب تجھہ پہ مگر فیض

چندا ہے پرتو سے ترے یا علیؑ روشن
خورشید کو ہے در سے ترے شام و سحر فیض

جب سے ہے دلکو مرے اوس ستم ایجاد سے ربط
تب سے رہوے ہے سدا نالہ و فریاد سے ربط

خار آنکھون مین ترے ہم ہی رہے رشک چمن
بلبل و گل سے ہے ہے قمری و شمشاد سے ربط

متحد عاشق و معشوق ہین باطن مین بہم
ظاہر اگو کہ نہ تھا شیرین کو فرہاد سے ربط

حال دل عرض کرون دل مین تھا اوسکے آگے
مرگئے دی نہین مہلت جو ہو جلاد سے ربط

ہو سکے کب جو اوٹھاوے وہ کسی کی منت
بس ہے چندا کو علیؑ تیرے ہی امداد سے ربط

کر دل نگاہ ناوک جانان کی احتیاط
لازم ہے میزبان کو مہمان کی احتیاط

غیرت نے میری چشم سے آنسو کو رہ نہ دی
ہوتی ہے پاسبان کو زندان کی احتیاط

واشد کہان ہو غنچۂ خاطر رقیب سے
گلچین سے ہو سکے نہ گلستان کی احتیاط

دیکھا ہے جب سے اوس بت کافر کو ہے یہ حال
کرنی پڑی ہے شیخ کو ایمان کی احتیاط

ہے گلشن نجف مین ترے ہاتھ یا علیؑ
چندا اسی عندلیب غزلخوان کی احتیاط

تجھے ہے آئینہ دل میری گر صفا ملحوظ
نہ رکھہ غبار دل آشنا سدا ملحوظ

جو اختلاط تو غیرون سے روز کرتا ہے
مگر ہے صبح و مسا جبہ پہ جفا ملحوظ

اگرچہ جان سے اپنے ہون سطرح حاضر
کرون مین کیا ترے دل مین نہین وفا ملحوظ

جہان کہ بزم مین بیٹھا نے سوزبان سے شمع
جلے ہے تجھہ ہوا کچھ نہ مدعا ملحوظ

یہ جا ہے کہ منہ سے چندا اسد اکسیری ہین

خدا کرے کہ رکھے تجھہ کو مرتضےٰ محفوظ

رہے ہے رقیب سے باہم وہ سیمبر محفوظ
ہوا نہ آہ کا اپنے کبھی اثر محفوظ
دریغ چشم کرم سے نرکھہ کہ اے ظالم
کرے ہے دلکو مرے تیری یکنظر محفوظ
نہ بار بار ہوس ہو نبات کی مجھکو
رکھے جو ایک ہی آومین لب شکر محفوظ
تماشا ایک خدائی کا ہم دکھاتے ہین
تو کیجی بندہ نوازی سے ہووے ہو گر محفوظ

یہی دعا ہے کہ چندا کا دل علی ولی
ترے کرم سے رہے شام اور سحر محفوظ

جب مقابل شعلہ رو کے بزم مین آتی ہے شمع
مثل پروانے کے ہو بیتاب جل جاتی ہے شمع
حسن کی شہرت کو تیری سُن کے سا ئے خورشید رو
کھنے سے باد صبا کے سخت شرماتی ہے شمع
چشم تر اور جان لب ہے ماہ رو کے عشق مین
دیکھیے وقت سحر اب جان سے جاتی ہے شمع
کھول مت محفل مین ان زلفون کو پیارے رات کو
دیکھہ کر مار سیہ کو جی سے گھبراتی ہے شمع

چاہیے کونین مین دست حمایت یا علی
ساتھہ چندا اپنے لے ایمان کی آتی ہے شمع

ملنے سے مجھکو طبیب اب تو نکر یار کے منع
سنتے ہین حق مین یہ پرہیز ہے بیمار کے منع
خوبی ناز سراپا ہے عجب شئی زاہد
کیون تو اٹکھیلی کو کرتا ہے طرحدار کے منع
دے جزا اوسکو خدا خیر کی فصل گل مین
جو کرے ذبح کو اس صید گرفتار کے منع
بعد یک عمر کے ساقی نے الش مجھکو دی
مت تو لینے سے کر اب ساغر سرشار کے منع

آرزو ہے یہی چندا کو محبت مولا
دیکھنے سے نکرے ما کسی زوار کے منع

کرتا ہے مجھکو دیکھکے کیون جستجوئے تیغ
ہے سر مرا جا لگف آب جوئے تیغ
زخم جگر کی اوس سے نرکھہ چشم التیام
سیف زبان پہ جھکے رہے گفتگوئے تیغ

کل زور تھا سر اصف عشاق مین ترے
ہووے ابھی تڑپ سے رہا بسملون کا جی
قد مونہہ سے کہہ سکتا کوئی روبروے تیغ
بار دگر لگا لے جو تو آرزوے تیغ

چندا کے خیرخواہ کو عزت ہو یا علی
اوس کا سدا رہے سر بدخواہ سوے تیغ

کھینچے ہے جس پہ تیغ کو تو گھات کی طرف
کیا تجھ سے سوز دل کہون اپنا برنگ شمع
باطن مین دلکو کہ جلایا ہے تو نے آہ
مجھکو بہار باغ سے کیا کام عندلیب
لائے وہ نذر سر کو ترے ہاتھ کی طرف
کہتا ہے دیکھ دیکھ کے دل رات کی طرف
ظاہر کی تو نظر ہو مدارات کی طرف
دل ہے وہ گلبدن کے ملاقات کی طرف

بے شک و ریب یا علی ہر ایک جان سے
چندا کو بس ہے تیرے عنایات کی طرف

کیون نہو دل اندنون مین بلبل زار نجف
دولت کونین ہو جائے فراہم آن مین
اوس ہوائی کو ہو پھر خواہش باغ بہشت
خلق کی ہے کاربرآری اوسکی ذات سے
ہے مری مد نظر مین صحن گلزار نجف
باریابی ہو مجھے جو دم بدم بار نجف
جان و دل سے جو کوئی ہووے طلبگار نجف
کون ہے وہ جو نہین محتاج سرکار نجف

گو سراپا تو ہے غرق بحر عصیان خوف سے
بس حمایت کو تری چندا ہے سالار نجف

ہر رنگ سے ہزار جھلک گو دکھلائے برق
باہر جو نکلے برقع سے وہ روئے آتشین
گرمی غضب ہے آنکھ لڑانے مین کچھ فقط
چشم پرآب و آہ شرربار سے ہے کام
چشمک کا لطف پاے کے ہرگز نہ پلٹے برق
چادر مین ابر کے وہین منہ کو چھپائے برق
جیتون بھی اوس بھبوکے کی ہے آشنائے برق
خواہش نہ ابر کی ہے مجھے نے ہوائے برق

گرمی وہ ہووے حسن مین چندا کے یا علی

جلوہ کو اوسکے دیکھ کے بس لوٹ جائے برق

سال گذرے ہین کہ در پردہ ہے ماہ معشوق
ڈہونڈہتے ہین کونسی آنکھون سے نگاہ معشوق

ترک کب ہوتا ہے تمنا کہ سدا رہتے ہین
غمزۂ و ناز و ادا عشوہ سپاہ معشوق

آہ پر زور نے کہولی نہ گرہ طالع کی
مجھسے دل تنگ ہو ملتا ہے جو شاہ معشوق

دیکہئے تو وہ ستمگر سے دکھا دے اللہ
اب گر ز جان سے روکا ہون مین راہ معشوق

کب یہہ وصاف ہے حیدا تری اے شاہ نجف
پرورش تجہسے ہے عاشق کی نباہ معشوق

وہ یون دستا رہا اپنے سے طفل تند خو عاشق
کہ ہو سکتا نہین جز آئینہ کے روبرو عاشق

مہری نازک مزاجی کی نہین رکھتا خبر ہرگز
وہ سنگین دل نہین ممکن کسیکا ہو کبھو عاشق

خوشی خوبون کی ہے عاشق کی رسوائی مین کچھہ ورنہ
کرے تار نظر سے خاک کو دل کے رفو عاشق

ہون کیون نہ بلبل رضوان جنت تیرے شیدائی
کہ تجہہ پر ہے مرے گلرو ترا ہی رنگ و بو عاشق

نہو سو جان سے تجہہ پر تصدق یا علیؑ کیونکر
بدل ہے نام پر حیدا تیرے بے گفتگو عاشق

تجہہ بغیر آنکھون مین میری شب ہوا یون جائے برق
ڈر سے بادل نے لیا پہلو مین اپنے داب برق

سرسری ہرگز نہ سمجھہ مت دل جلون کی اپنے آہ
جسکی گرمی سے سدا ڈالے ہے سر خود آب برق

ہجر کے غم کی گھٹا دل پر مرے یون دیکھہ کر
آنکھہ سے اپنے سدا ٹپکا رہے خوناب برق

ایک ہی شعلے مین بن جائے پانی ہو گئیں
عشق کی آتش کے گر ہمسر ہو تیغ و شتاب برق

گرم رو ہے یہ دل حیدا نجف کو یا علیؑ -
جسکی حسرت سے پھرے ہے چرخ پر بیتاب برق

آیا نہین ہے خواب مین بہی یار اب تلک
مین منتظر ہے دیدۂ بیدار اب تلک

سب بتکدہ مین مست ہین پر ایک تجہہ سوا
دیکھا نہ ایسے دور مین ہشیار اب تلک

شربت سے اپنے وصل کے کر ایک دم ‏ ‏ ہے جان لب پہ تشنۂ دیدار اب تلک
دکھا رقیب ساتھ تھا گلرو کے تب سے آہ ‏ ‏ کھٹکے ہے دل میں وہ ہی مرے خار اب تلک

بولینگے لوگ ساقی کوثر سے حشر میں +
چندا مئی ولا سے ہے سرشار اب تلک

ہمرہ تھا رات طالع بیدار یہاں تلک ‏ ‏ آیا تھا اپنے گھر سے مرا یار یہاں تلک
کب اٹھ سکے سوائے عصا کے زمین سے ‏ ‏ نرگس ہے تیری چشم کی بیمار یہاں تلک
ٹکڑے دل و جگر تو کیا پر بھی ہے عرض ‏ ‏ پھر آئے وہ کبھی تو ستمگار یہاں تلک
شبنم سے کچھ غرض نہیں چشم امید کو ‏ ‏ ہے تازہ میرے اشک سے گلزار یہاں تلک

چندا داغ جائے فلک پر سنے سے نام
دل میرا ہے علی کا طلبگار یہاں تلک

ساغر سے لگ کے چشم کے پیکر شراب دل ‏ ‏ پھرتا ہے بیخودانہ سا مست و خراب دل
تیرے نگاہ گرم سے ساقی نہیں ہے کچھ ‏ ‏ اوس شعلہ رو سے جل کے ہوا ہے کباب دل
سر کو میں اپنے نذر کیا بات کے لئے ‏ ‏ اسیر بھی تیرا مجھ سے نہیں بے حجاب دل
ٹھہری ہے جب سے آنکھ مرے تیز تیغ پر آہ ‏ ‏ تڑپے ہے جان اور ہے پر اضطراب دل

چندا کی ہے یہ عرض کہ دونوں جہان میں
اپنے طرف ہی رکھیو مرا بوتراب دل

تیری تو عندلیب غرض ہے بہار گل ‏ ‏ تو دیکھ میرے یار کو کب ہو دوچار گل
دیکھا چمن میں واسطے بلبل کے جا بجا ‏ ‏ ہرگز نہیں رقیب سوا کوئے خار گل
اوس غنچہ لب کے یاد میں اشک گہر مرے ‏ ‏ شبنم کیطرح ہوتے ہیں ہر دم نثار گل
آنکھوں میں عندلیب کے خوشتر ہے ہر کلی ‏ ‏ کف نقش پا کے سامنے ہے افتخار گل

چندا انہو سے کیوں ترے قربان یا علی

تو جہان عندلیب ہے تو اعتبار گل

ہو تری عمر خضر ماہ جمال
رشتہ تار دم مسیحا ہو
پنجتن تجھ پہ ہون کرم گستر
کشش حب مین ہے شہرۂ بخشش

یون ہی تیری گرہ ہو سال بسال
ہو مبارک سے تجھے یہہ فرخ فال
اور اللہ کا رہے افضال
کہان حاتم مین ایسے تھے افعال

عرض سرکار مرتضیٰ مین یہہ ہے
پائے دو نو جہان کا چندا مال

ملتے ہین توقع یہ ترے غیر سے کم ہم
پرواز کی امید ہے گو مرغ قفس ہم
جون شمع تری یک نگہہ گرم سے ظالم
یہان سلطنت کئے کی ہے ساقی کسے پروا

رکھتے ہین ترے دور مین یہ چشم کرم ہم
ہرگز نہون صیاد ترے دام سے رم ہم
رہتے ہین یہان عمر سے با دیدۂ نم ہم
پینے سے ترے جام الفت کے ہوئے جم ہم

معروضہ یہہ چندا کا ہے اب شاہ نجف سے
دیکھین نہ کبھی گردش افلاک سے غم ہم

چمن سے کیون اڑی اس آہ دلکو دیکھکر شبنم
اگر بلبل ترے معشوق کی عاشق یقین ہے وہ
نہ ہمکو صحن گلچین سے نہ تجھکو گل سے راحت ہے
ہماری آہ کی تاثیر پنہان ہووے گلشن سے

کہ ہم بھی اشک ریزی مین ہین تیرے ہم اثر شبنم
گذر پھر کس لئے کرتی ہے گل پر ہر سحر شبنم
محبت سے ہی ہم گذرے ہین تو بھی در گذر شبنم
اوڑے ہے رنگ سے گل کے لگا کر بال و پر شبنم

تصدق جان و دل سے دین سے ایمان سے اپنے
ہے چندا اپنے مولا کی تو مہ خورشید پر شبنم

عشق مین ننگ سے مطلب ہے نہ ہے نام سے کام
جب سے زلفون مین تیرے یار گرفتار رہا

کچھ کہے کوئی سدا اپنے ہمین کام سے کام
طائر دل کو ہے پیارے ترا دام سے کام

منہ پہ عارض و لب کا جسے چسکا ہوا ہے
پھر زلیخا نے سنی یوسف مصری کی نہ بات

پھر کہو کیونکہ رہے شیشے اور جام سے کام
نازنین اسکو پڑا تیرے جو دشنام سے کام

رکھے حیدرا نہ کبھی قیصر و خاقان سے غرض
کیونکہ اوسکو شہ مردان کے ہے انجام سے کام

باز آتے ہی نہین قاتل خونخوار سے ہم
تان کر ابروئے خمدار کو مت دیکھو ادہر
کس لئے شبلی کی نظر چڑھ گئی جیتون یارو
عمر بھر ہمکو ہے منظور محبت کا نباہ

پھر لگاتے ہین اب دل کو اسی یار سے ہم
ڈرنے والے نہین ظالم تری تلوار سے ہم
لڑتے ہی آنکھ کے کچھ ہوگئے سرشار سے ہم
نہین انکار کبھی کرنے کے اقرار سے ہم

عمر بھر یون ہی رہے حسن کا حیدرا جلوہ
آرزو رکھتے ہین یہ حیدر کرار سے ہم

ظاہر مین یا کہ خواب مین صورت دکھا کہین
مین پوچھتا ہون دن کی تو کہتا ہے رات کی
بلبل نمط تڑپتا ہون گل و بہار مین
کی کوہ کن نے کوہ کنی مین جان کنی

تڑپے ہون انتظار مین اے شوخ آ کہین
معلوم یون ہوا کہ ترا دل لگا کہین
لیجائے یہ بہار ترے تک صبا کہین
جان باز تو نے اور بھی مجھسا سنا کہین

حیدرا کی عرض ہے یہی عالیجناب سے
عقدہ کو حل کرین مرے مشکل کشا کہین

ہمارے واسطے تم ہو اگر وہان بیقراری مین
جو اہل دل کہ صاحب درد ہے آگاہ ہے وہ ہی
نہ وہ ہوش و حواس اب ہین نہ وہ تاب و طاقت ہے
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے تن سے روح کیا کیجے

ابھی رہتے ہین ہم بھی یہان تمہاری یادگار مین
مزہ جو کچھ کہ ہے پچھلے پہر کی اشکبار مین
عجب حالت ہماری ہے تمہاری انتظار مین
اذیت کھینچتے ہین یار کیا کیا تیری یار مین

کرو مشکل کشا مشکل کشائی جلد حیدرا کی

نکلتا منہ سے ہے ہر دم یہی بے اختیار ہین

حاکم کے لکھنے کا ہین تجھکو اثر کہین
اس وضع پر ہو کیا مجھے پھر تیرا اعتبار
ہو یا زمین دل مین سدا تخم آرزو
مجھسا جو بندگی مین کرے جان کو نثار

محکوم ایسا دیکھا کوئی بے خبر کہین
رہتا ہے شام کو تو کہین اور سحر کہین
پر نارسائیون کا نہ دیکھا ثمر کہین
کب ہے یہ ہدیون کو جہان کے جگر کہین

چندا کو آرزو ہے یہی اوس پہ لطف سے
یا مرتضیٰ علی ولی ہو نظر کہین

ظاہر کی گفتگو کو مرے پاس جا نہین
فرہاد و قیس نے تو دیا جان عشق مین
یہان تک تو اوٹھگیا ہے زمانہ سے اتحاد
جھگڑے ہزار مجھ سے تو کر اور سب سے صلح

باطن مین ہم تو دل کے سوا آشنا نہین
لیکن یہ دور مین کوئی مجھسا نہین
دل بھی مرے بغل مین ہے پر آشنا نہین
ہر چند مجھ سے خوش نہ ہو تو مین خفا نہین

چندا سمجھ کے کعبۂ دل یا علی ولی
اوسکو سوائے طوف نجف مدعا نہین

جلوہ گر اندنون کچھ اشک مین [illegible] ہین
راست کہتا ہون سبھی پیچ کھلے [illegible] دل کے
دل مین رہتا ہے مرے گرچہ وہ طفل بد خو
نظرین دبی ہین بطرح گران خاطر ہو

اسلئے خون رہا آن کے جم آنکھون مین
ایک پھرتا ہے ترے زلف کا خم آنکھون مین
اشک کی طرح نہ ٹھہرا کوئی دم آنکھون مین
یون فلک کے سبب یار کے ہم آنکھون مین

باغبان سے نہین منت پہ نیاز مولا۔
دل کے واشد سے ہے چندا کے ارم آنکھو بیچ

ہلال مہ نو کو کم دیکھتے ہین
حرم کو بنائے ہین اب دیر دل مین

وہ ابرو کا تیرے جو خم دیکھتے ہین
تجھے جب سے ہم اے صنم دیکھتے ہین

نہین تیری آتی ہے ایک بات ادہین
حسینون کو تیری قسم دیکھتے ہین
ہمین کیونکہ بستی مین اس عشق کے ہم
جو آہو کو جنگل سے رم دیکھتے ہین

کنیزی سے ہے مرتضیٰ کے میسر
جو حیدرا یہ لطف اتم دیکھتے ہین

کٹتی ہے ہجر کی شب ہے وصل یار کا دن
خدا نے ہمکو دکھایا ہے پھر بہار کا دن
اوٹھا بغل سے تو اے ماہ رو مرے تب سے
ہنوز کیونکہ کٹا تیرے بیقرار کا دن
قسم تجھے سر مینا کی ساقیا مے دے
نشے کی رات ہے یہ اور ہے خمار کا دن
سواے نالہ و آہ و فغان اے زہرہ جبین
تمام ہووے نہ راحت سے دلفگار کا دن

کٹے ہے دم بدم جو حیدرا کا یاد مولا مین -
گنے ہے عمر مین اپنے وہ ہی شمار کا دن

باہم وہ کب خوشی سے ملے رنگ خواب مین
جسکے خیال کو ہے ملے رنگ خواب مین
زخمی کیا وہ دل کو مرے شہسوار حسن
عاشق کی صف سے جو کہ رکھے جنگ خواب مین
سرناز کعبہ کیا مین ادا صنم
دیکھا ہون جب سے درکا ترے سنگ خواب مین
بھٹکا کبھی نہ راہ سے ظاہر نیا خوشخرام
اٹکھیلیون کا مجھسے کرے ڈھنگ خواب مین

بیدار کیا نصیب ہے حیدرا کا یا علیؑ
باغ نجف کا دیکھا ہے جو رنگ خواب مین

مہیا دور مین جو عیش ہے تیرے سلطان
نہ جم سے بھی ہوا تھا اسقدر نوروز کا سامان
بھلا اب کوئی ہو کیا شان و شوکت مین ترا ہمسر
کھڑے ہین دست بستہ سامنے جب قیصر و خاقان
نہین کچھ حاجت اظہار شاہا حال دل میرا
ہر یک ذرہ کب مہر کرم سے ہے ترے پنہان
یہی مشہور عالم ہے گدا سے شاہ تک ترے باہم
ترے خوان کرم پر کون ہے وہ جو نہین مہمان

سدا ملتے ہین حیدرا سے ہزارون جسکے سایہ مین

نظام الدولہ و شاہ دکن ہے رستم دوران

جو دیکھا یار کے عارض پہ مین نے خال تابان کو
کہی پھبتی کہ یہ ہندو کرے ہے حفظ قرآن کو

رہا ہم درس ہون اس مدرسہ مین عشق کے برسون
سبق تھا وامق و عذرا کا دہان طفل دبستان کو

سوا گلرو کے اے بلبل جو یہ آغوش خالی ہو
لگا دین آگ ہی یک لخت ہم گلستان کو

یہان سوزنگ سے دیکھا گریبان چاک کر کر بھی
پہنچتا ہی نہین ہے ہات میرا تیرے دامان کو

بچا ہی لینگے ہر یک جا محمد کے وسیلہ سے
جو اپنی آبرو سونپی ہے چندا شاہ مردان کو

تم منہ لگا کے غیرون کو مغرور مت کرو
لگ چلنا اپنے ویسون سے دستور مت کرو

ٹسوے بہا کے ہر گھڑی زاری نہین ہے خوب
یہ راز عشق ہے اسے مشہور مت کرو

ہر چند دل دکھانا کسی کا برا ہے پر
رنجیدہ خاطرونکو تو رنجور مت کرو

اے ہمدمو جو مجھ سے ہے منظور اختلاط
جز ذکر یار تم کوئی مذکور مت کرو

روشن رکھو جہان مین مولا مثال مہر
چندا کے منہ سے نور کو تم دور مت کرو

تو اپنے بزم مین دے ہے بیٹھنے اگر ہمکو
کھڑے ہون دیکھکے شاہان بحر و بر ہمکو

ہماری چشم نے ایسا کمال پایا ہے
جدھر کو دیکھئے آتا ہے تو نظر ہمکو

قلق سے عشق کے ہوجائے دل نکیون غلطان
نظر جب آئے ترے کان کا گہر ہمکو

وفا کے ہاتھ سے اپنے کمال عاجز ہین
جفا تو اسکی تھی معلوم پیشتر ہمکو

نہین ہے طاق سے کسریٰ کے کچھ غرض چندا
ملا ہے جب سے کہ مشکل کشا کا در ہمکو

کیون تو ہر وقت لگاتا ہے حنا پانون کو
ننگ آتا ہے مرے خون سے کیا پانون کو

قتل پر میرے کمر باندھ رکھا ہے جو قدم
حق رکھے خوش تجھے پر دیوے سزا پانون کو

گر مرے دل کو چرایا نہین تو نے ظالم
کھول دے بند ہتھیلی کو بتا ہاتون کو

نغمۂ سوز سے دل کیونکہ نہ پرواز کرے
رقص کرتا ہے تو ہر وقت بجا ہاتون کو

مدعا پائے گی چندا کہ یہی ہے دعا
در گہ شاہ نجف مین تو اوٹھا ہاتون کو

سامنے تیرے مژہ کے ہوے زنہار آئینہ
ہین آ دے گر لقا ہر آئینہ چار آئینہ

عاشقون کے ہاتہ خالی ہون متاع حسن سے
عکس افشان ہو ہو تیرے سفت زر دار آئینہ

منتظر اوس کی توجہ کے ہین سب شاہ و گدا
حسن سے جسکے لیا ہے گنج زر دار آئینہ

گر ہین ہے محو رخ تیرا تو پیارے کس لئے
رات دن رکھتا ہے یکسان چشم بیدار آئینہ

نذر ہم کرتے ہین چندا بے تکلف اپنا دل
گر ہوا کی کو عشق کے ہو وے درکار آئینہ

ہے مضامین کا یون اپنے نظر مین غوطہ
جیسے موجون کا مسلسل ہو گہر مین غوطہ

مردم چشم کو کیا مردم آبی سے مثال
کھائے وہ پانی مین یہہ خون جگر مین غوطہ

خوب سجتی ہے ترے بر مین پوشاک سفید
دیکھے خور نکلے ہے جیون نور سحر مین غوطہ

غور کیجے تو ہین پر نور جمادات و نبات
نہ تیرے جلوہ کا ہے ذات شجر مین غوطہ

یا علی قلزم خون خوار ہے دنیا مشہور
کھاوے چندا نہ کبھی اوسکے بھنور مین غوطہ

ہو مثل گل صبا سے نہ اس دل کی وا گرہ
جب سے وہ غنچہ لب لئے جبین پر دیا گرہ

دل قبض و بسط یار کے ہر شب ہے گرد
دیکھا جو بکھرے بکھرے ہے زلف رسا گرہ

یک عقدہ دل کا میرے فلک سے کھلے حیف
پل مارنے مین غنچون کی کھولے صبا گرہ

یک عمر بعد گھر مرے آیا حجاب سے
وہ دیکھے سر پاون تلک جا بجا گرہ

چندا کو دو جہان کی خوبی نصیب ہو

کھولے کرم سے اپنے جو مشکل کشا گرہ

روکتا ہوں جو اسے مجھسے خفا رہتا ہے
دل یہہ میرا ترے کوچے ہی مین جا رہتا ہے

گریہ عیش مہیا ہے بر اس محفل مین
خانہ آباد نہ تو ہووے تو کیا رہتا ہے

ہووے کس طرح بھلا تیری ملاقات نصیب
گھر مین تیرے ہی رقیب اب تو سدا رہتا ہے

بے سبب اوسکو خدا واسطے ٹھکرا نہ صنم
سر میرا تیرے ہی قدمون سے لگا رہتا ہے

دیکھہ کہتے ہین یہہ چندا کو موالی علیؑ
حیدرآباد مین اک اہل وفا رہتا ہے

کھنا مباش تم مرے گلعذار سے
آنکھون مین جان آئی ہے انتظار سے

سید ہرے نہ کیجیہ ترے صف مژگان کے سامنے
مردانہ دل تھا وہ کہ لڑے جو ہزار سے

بیکل کیا ہے تیرے تصور نے جان مین
کل کا نہ وعدہ کیجیو اس بیقرار سے

گو اختراع عیش کا معدن ہے تو مگر
رغبت مجھے ہمیشہ ہے بوس و کنار سے

میدان مین کوئی گوئے سخن تجھہ سے لے نہ جائے
چندا امید رکھہ شہ دلدل سوار سے

دیکھا چمن مین دہر کے کیا کیا بہار ہے
ہے لالہ رو کوئی تو کوئی گلعذار ہے

دیکھا نہ آئینے نے کبھی جسکو آنکھ بھر
شکر خدا وہ اندنون ہمسے دوچار ہے

تو نے قرار وصل کیا مجھ سے ٹھاہرا
تب سے ہماری جان بہت بیقرار ہے

باغ بہشت آنکھون سے اب گر گیا مرے
دل مین بسا وہ سبزہ خط روئے یار ہے

چندا نے یا علیؑ ولی نام پر ترے
صدقے کیا ہے جان کو دل بھی نثار ہے

سنبھال اپنی کو اسے شانے نہ ان لٹون مین اوجھالے
چڑھے ہین بن ڈسے کے زہر یہہ دو ناگ ہین کالے

نہ پورا وصل کی شب مین ہوا عاشق کا اک ارمان
جدائی نے تری ظالم قیامت مجھہ پہ دن ڈھالے

اشارہ پھر اوسی ابرو سے چاہے ہے یہ دل میرا
کہان سمجھائے سے سمجھے ہے نادان قدر تو دل کی
کہ جس چشم سیہ نے سیکڑون کے دل مین گھر گھالے
نہ تو جب تک پڑے ظالم کسی بے درد کے پالے

ہنین مخفی ہے حال دل علی سب تجھہ پہ ظاہر ہے -
تو ہے روشنگر خورشید اے چندا کے رکھو اسلے

مجھے نام خدا اوس شوخ کا یہ طور بہاتا ہے
ستم ہے یہ کہ تر چشم کا بجو دہون تس پر بھی
سفینہ دل کا مین ڈالا ہون اب دریا مین الفت کی
نہ تو ہلاک وادی الفت کیا ہے یار منصف ہو
ادا سے جبین پہ ابرو ہو لبون مین مسکراتا ہے
شراب پرتگالی تو مجھے ساقی پلاتا ہے
لب ساحل ہے سلامت یا طلاطم ہی مین آتا ہے
صف عشاق مین ناحق تو اپنے کو کھاتا ہے

برنگ طائر قبلہ نما ہر آن دل میرا
ہر یک اطراف سے چندا نجف کو کھینچ لاتا ہے

بہت مخمور ہون ساقی شراب ارغوانی دے
خجل جب سے کیا ہے مصر کو وہ ماہرو میرا
گلہ کرتے ہو کیون انحضرت دل یار کا اپنے
تصدق جان و دل اپنا کیا ہون تجھہ مدت سے
نرگس تشنہ مجھے ساغر براہ مہربانی دے
جبین پریشان سے بیٹھے قشقہ زعفرانی دے
کوئی معشوق کب عاشق کو داد جانفشانی دے
کبھو تو بوسہ لب بھی مجھے اے یار جانی دے

رکھے ہے آرزو چندا تصدق شاہزادونکا
مرے جو ہین علی والی مرادین من کی مانی دے

جو گیسوئے پری تک تقریر آتی ہے
مرقع صفحۂ امکان ہے گو کلک مصور سے
جو کچھ خوبی ہے چہرہ پر نمایان خاخوبان مین
کرے گر قتل مجھکو یا جلائے اوسکی جو مرضی
پئے دیوانگان میافتہ زنجیر آتی ہے
نگہہ مین ایک عالم کے تری تصویر آتی ہے
کہان اس وضع کی کاتب تجھے تحریر آتی ہے
پئے محکوم ہے حاکم پہ کب تقصیر آتی ہے

بچا ہے یا علی کیونکر مدد میرے روح شبر سے

کہ چنداؔ بہر طوف مرقد شبیر آتی ہے

ہوا کچھ بھی نہ حاصل نالۂ شبگیر سے اپنے
اسیر غم کو زندان سے نکالا بے سبب پھر کیون
یہ مرغ دل ہلال ابرو ترے مژگان کا دربان
جو ہو کوئی ترے قاتل عالم وصل کا پیاسا

گلہ ہم کو رہا ہے شور بے تاثیر سے اپنے
سنا ہے غل بھی تو نے نالۂ زنجیر سے اپنے
نکال اب آرزو میری کمان و تیر سے اپنے
نہ رکھ نا تشنہ لب آب دم شمشیر سے اپنے

نہ ہو چنداؔ زمانے مین کسی سے ملتجی ہرگز
جو کہنا ہے تجھے کہہ شبر و شبیر سے اپنے

ہر روز جو یون ہی ستم ایجاد کرو گے
گر دام سے اپنے ہمین آزاد کرو گے
اورون سے اگر دوستی رکھتے ہو بظاہر
ناشاد کئی دل ہین نہ ملنے سے تمہارے

دل عاشقون کے سیکڑون برباد کرو گے
پھر کس سے یہ کنج قفس آباد کرو گے
باطن مین یقین ہے کہ ہمین یاد کرو گے
اب کبھی ہوگا جو اونہین شاد کرو گے

سو جان سے ہوگی وہ تصدق مرے مولا
چنداؔ کی جو کونین مین امداد کرو گے

چشم کافر بھی ہے اور غمزۂ خونخوار بھی ہے
کفر و اسلام مین ثابت ہے دل کیسا بھلا
گرچہ راحت کے ملنے سے ہے سوزش ہی وہی
کچھ سمجھ کر ہی کیا اوس نے تعلق اے دل

قتل کو پاس سپاہی کے یہ تلوار بھی ہے
صاحب سبحہ بھی ہے مالک زنار بھی ہے
جس جگہ گل ہے مری جان وہین خار بھی ہے
رحم پر صرف نہ جا اوسکے ستمگار بھی ہے

حال دل کس سے یہ چنداؔ کہے ہر مشکل مین
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے

گویا کہ تازہ کفر کی وہ ابتدا کرے
پہنچا تو اوسکی خاک قدم میری چشم تک

دل کو جوان بتون سے کوئی آشنا کرے
جب خوبرو چمن مین گذر اے صبا کرے

ہوا اوس مین زرق برق زمانے کا الغرض
گلرو بہہ ایک غنچۂ دل کیا ہے میرا آہ

ہے ذی شعور وہ جو کسی دل مین جا کرے
گر ہو نسیم لطف تو سو عقدے وا کرے

چشم امید ہے یہی چندا کو روز و شب
میری طرف نگاہ کرم مرتضی کرے

اگر وہ قامت زیبا نہ میری داد کو پہونچے
ادا شرط عبادت ہو سکے ہے کب ادا اس کی
ہے کوئی نہ عقدہ پھر عاشق سے باقی
ہوے ہین عشق مین مشہور گرچہ قیس و وامق بھی

سلام حضرت اس گلشن مین ہر شمشاد کو پہونچے
خودی کو اپنے جب بھولے خدا کی یاد کو پہونچے
خبر میرے جنون کی گر ستم ایجاد کو پہونچے
نہ دیکھا ایکدم جو کوشش فرہاد کو پہونچے

نہین کچھ حاجت تقریر چندا اب یہ روشن ہے
سوائے مرتضی کے کون اب فریاد کو پہونچے

یاد آگئی ہے دل کو مرے آہ کیسی کی
خواہش تجھے غیرون کی سدا رہتی ہے لیکن
بوسہ بھی کوئی مانگے تو دے جان کے خیرات
کس طرح کہون آہ بھلا حال دل اپنا

تکتا ہون شب و روز جو مین راہ کسی کی
ہمکو تو نہین تیرے سوا چاہ کسی کی
خاطر کو نہ رنجیدہ کرا یا ماہ کسی کی
سنتا نہین کچھ بات وہ دلخواہ کسی کی

تحقیق کیا ہم نے بچشم سمجھ کے
چندا کو تمنا نہین واللہ کسی کی

عجب کیا میکشی کا دل مین سر پر اوسکے جوش آئے
نہین ممکن رہین وحشت زدہ پھر سکو ہوش آئے
کیا ہے ضبط اوس پردہ نشین نے عشق مین مین
ہوا وہ آئینہ رو محفل آرا بعد مدت کے

اگر ساغر بکف محفل مین اپنا ماہ وش آئے
طرف بستی کے یہ دیوانہ گر صحرا بدوش آئے
صدائے آہ ناممکن ہے دل سے تا بگوش آئے
اگر آئے بیان نامہ تو کہدینا خموش آئے

بھا دون نامۂ اعمال چندا بحر جوشش مین

جو میری جرم بخشی کو علی سامنے فروش آئے

مرا دل گو زمانے کے بھی ننگ و نام سے گذرے — یہ عشق نرگس چشم بت گلفام سے گذرے
رہی ہے ہمکو کیفیت سے اون آنکھوں کے خونباری — چمن مین منہ ساقی سے گذرے جام گذرے
کہین کیا جو کہ گذرے مین تیرے عشق مین لیکن — کہان یہ ہو سکے جو تو خیال خام سے گذرے
رخ و گیسو و خال و طاق ابرو دیکھکر اوس کے — نماز در روزہ و تسبیح صبح و شام سے گذرے

کر امداد فضل حق سے یا مشکل کشا میری
سدا کونین مین جیندا کو اب آرام سے گذرے

کہا کس نے کہ تم مجھ سے یون اقرار کیا سمجھے — پھر اگر مرغ کو اپنے کیون ہو بیزار کیا سمجھے
برنگ شمع روشن ہے یہ اہل بزم پر لیکن — جو حالت اپنی سینے تم پہ کی اظہار کیا سمجھے
جو سچ پوچھو تو یہ زحمت اوٹھائی عشق شیرین مین — اگر فرہاد سے خسرو کرے تکرار کیا سمجھے
نہ سمجھے کیک ناخن کے ہوئے کیا حقیقت سے — مہ نو دلمین قدر ابرو سے خمدار کیا سمجھے

محمد جب کرین تعریف جیندا کی حقیقت کیا
تمھارا کوئی رتبہ حیدر کرار کیا سمجھے -

ہم جو سبکو ناگہان اوس شوخ کے پالے پڑے — دل تو جیسا ناہی رہا اب جان کے لالے پڑے
ہجر مین رو یا ہون تیرے رات دن مین اسقدر — خون سے دل کے بھے جاتے ہین پرنالے پڑے
چاند سا منہ اپنا دکھلا دے کبھی او گلبدن — سیکڑون در پر ترے ہین دیکھنے والے پڑے
دست رس شانے سے ہمکو ہو اوس زلف تک — جسکی ہر لٹ مین لٹکتے ہین سدا کالے پڑے

آئی جیندا آپکے در پر سے دو یون یا علیؑ
تکمے ہون الماس کے اور لعل کے بالے پڑے

ہر شب ہے گذرتی یاد مین جس گلعذار کی — یک روز لی خبر بھی نہ اس بیقرار کی
کچھ کچھ نظر جو آتی ہے سیماب مین تڑپ — سیکھی ہے طرز دل سے مرے اضطرار کی

روز ازل جو جام محبت پلا دیا
سرخی رہی ہے آنکھوں میں اشک خمار کی
خون جگر یہ آنکھوں سے اٹھا کے بہ چلا
تسپر بھی یہ جھڑی نہ تھمی اشکبار کی

حیدرا کو اب دکھایئے دیدار یا علیؑ
طاقت نہیں رہی ہے اوسے انتظار کی۔

شب کو ہمارے اون سے ملاقات ہو گئی
شکر خدا کہ ہم پہ عنایات ہو گئی
آتے ہی میں نے اوسکے کیا نذر نقد دل
مہمان کی ہر طرح سے مدارات ہو گئی
بدلے حنا کے خون ملا میرا پاؤں میں
تجہہ سے جفا جو ہونی تھی ہیہات ہو گئی
خورشید رو قسم ہے یہ زلفوں کی تو نے کل
وعدہ کیا تھا دن کا مگر رات ہو گئی

دست خدا سے مانگ لے حیدرا بصدق دل
تو جان لے قبول مناجات ہو گئی

گل سے ہو سکی توقع یہ جیسے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مٹھی میں لئے بیٹھی ہے
کبھی صیاد کا کھٹکا ہے کبھی خوف خزان
بلبل اب جان ہتھیلی پہ لئے بیٹھی ہے
تیر و تلوار سے بڑھکر ہے تری ترچھی نگہہ
سیکڑوں عاشقوں کا خون کئے بیٹھی ہے
تیرے رخسار سے تشبیہ اوسے دوں کیونکر
شمع تو چربی کو آنکھوں میں لئے بیٹھی ہے

تشنہ لب کیوں رہے اے ساقی کوثر حیدرا
یہ ترے جام محبت کو پئے بیٹھی ہے

وہ وعدہ کر کے شکوہ تو ہم سے نہاں رہے
بولے سحر پھر آئینگے خاطر نشان رہے
گر خیر خواہی آپکو منظور ہے تو بس
ایسا ہوا امتحان کہ پھر امتحان رہے
دامن کشیدگی سے ترے یار حیف ہے
یہاں چشم انتظار مری خونفشاں رہے
میں اس سوا بلا میں رکھتا نہیں ہوں کچھ
بھیجا ہوں دل کو پاس ترے ارمغان ہے

کونین میں بھی ہے تمنا یہ یا علیؑ

چنداپہ حق کرم سے ترے مہربان رہے ۔

مرے بر میں جو دم وہ دلبر رہے
تو دل میرا کاہے کو مضطر رہے
خلش تیرے مژگاں کی دل میں ہے یوں
کھٹکتا کہیں جیسے نشتر رہے
جہاں میں بچا ہے عاشق کوئی
نہیں بات میری یہ باور رہے
اوٹھاؤں نہ سر کو قدم سے ترے
اگر خلق میں شور محشر رہے

یہی عرض میری ہے مولا علی
ترا سایہ چندا کے سر پر رہے

بہار عیش لیکر باغ میں اب یوں بسنت آئی
کہ بے تکلف ہے شبنم سے گل کی بادہ پیمائی
صبا اوسکے لئے آئینہ دار چشم بلبل ہے
ہجوم نوعروسان چمن کی ہے خود آرائی
کسی نے مجھسے پوچھا ہے یہ چرچا رزم کا کسکے
کہا میں نے یہ دی ہے حاتم ثانی نے زیبائی
قدم رستم نے چومے کیونکہ میدان شجاعت میں
ازل سے تا ابد مشہور ہے اب جسکی مولائی

دیا جو شرط تھی بخشش کی تسخیر بھی ہرا کدم میں
برنگ معصر ہے چندا یہ جسکی جلوہ فرمائی

بسنت آئی ہے موج رنگ گل ہے جوش صہبا ہے
خدا کے فضل سے عیش و طرب کی اب کمی کیا ہے
بیاں میں کیا کروں اسکے شبستان کا تماشا [illegible]
قضا و قدر جسکے جشن کا اب کارفرما ہے
سعادت میں کوئی ہمسر [illegible]
وہی کرتا ہے پورا جسکے دلمیں جو ارادہ ہے
خضر کی عمر ہو اوسکی تصدق سے امیر کے
نظام الدولہ آصفجاہ جو سبکا مسیحا ہے

یہی ہو ان کرم [illegible] ہے [illegible] امید چندا کو
کسی کی [illegible] ہو محتاج تم سے یہ تمنا ہے

روبرو خورشید رو کے ماہ میں کیا نور ہے
داغ پایا چاندنے جب سے یہ کلف مشہور ہے
غمزہ و ناز و ادا شیوہ ہے خوبوں کا مگر
ہر سخن میں روٹھ جانا کون دستور ہے

عشق مین حق کے انا الحق کہ رہا ہے بارہا — ہر مژہ پر رفت دل اپنا نہین منصور ہے
جکو موران عشقی بھی پہونچ سکتے نہین — لیلی و شیرین کا اوسکے آگے کیا مذکور ہے

عاجزہ چندا پہ بھی ہووے کرم یا مرتضیٰ ع
بخش دو دونو جہان مین مجکو سب مقدور ہے

تمت

تاریخ طبع دیوان ماہ لقا سن طبعزاد اشعار عشرت بیان مولوی محمد علی صاحب متخلص بخشی

چھپایا اوس نے خوبی کا دیوان اپنے مطبع مین — ہوا یہ گوہر عالی کا چندا جی یہ احسان ہے
مکرر نام روشن کر دیا ہے اوسکا عالم مین — کہ جسکے حسن کا شہرہ دکن سے تا صفاہان ہے
لکھی اعدا کے سر کو کاٹ کر تاریخ بخشی نے — گلستان حسن مہ لقا بائی کا دیوان ہے

۱۳۲۴ھ

وله

چھپایا گوہر والا حسب لے — جو ہے بے مثل دیوان رہبر عشق
مصنف ماہ لقا بائی ہین اسکی — ہویدا ہر غزل سے ہے سر عشق
سر الفت سے بخشی سال لکھدو — کہ ہے دیوان چندا دفتر عشق

۱۳۲۴ھ